152

یہ ہے شہزادی سکینہؑ

وہ سکینہؑ جو تھیں تسکینِ دل و جانِ حسینؑ
جس سے روشن رہا ہر وقت شبستانِ حسینؑ
جس کی سانسوں سے مہکتا تھا گلستانِ حسینؑ
جس کے رخسار تھے بوسہ گہہِ ارمانِ حسینؑ
تیرا تکیہ دلِ شبیرؑ تھا سینہ بستر
ایسا مریمؑ نے بھی پایا نہ سکینہؑ بستر

مولدِ کعبہ کی پوتی ہے دعا جانتی ہے
عظمتِ چادرِ تطہیر کو پہچانتی ہے
چشمِ حق سے حق و باطل کو یہی چھانتی ہے
ایک دنیا اِسے مریمؑ سے سِوا جانتی ہے
دیں کے کشکول میں یہ فتحِ مبیں بھر دے گی
ننھے ہاتھوں سے علم چھو کے دعا کر دے گی

اِس کی آنکھوں میں علمدارِ وفا رہتا ہے
قلبِ نازک میں محبت کا دیا جلتا ہے
نام سے ثانیِ زہراؑ کو سکوں ملتا ہے
اشک مژگاں پہ جو آ جائے فلک ہلتا ہے
باپ کا سینہ سمجھتی ہے یہ مسکن کی طرح
دل میں عباسؑ کے رہتی ہے یہ دھڑکن کی طرح

152 کیا سکوں ساز یہ مخدومۂ کمسن آئی
شجرِ صبر کے چہرے پہ تبسم لائی
دیکھا عباسؑ نے خوش ہو کے پکارے بھائی
سرحدِ مقصدِ جاں پر ہے میری سقائی
آج ہی سے مجھے سقائے سکینہؑ کہیے
ورنہ بے فیض ہے عباسؑ کا جینا کہیے

بولے شبیرؑ ہو تم ساقیِ کوثر کے پسر
میری آنکھوں کا اجالا بنی ہاشم کے قمر
حمزہؑ و جعفرؑ و حیدرؑ میرے بازو دلبر
لاؤ چھوٹی سی سکینہؑ کو اُوڑھاؤ چادر
آج سے آبِ رساں ضامنِ چادر تم ہو
چھوٹے حضرت ہو تمہی میرے برادر تم ہو

بولے عباسؑ غلامی کا شرف چھین لیا
آقا رہنے دو میرے پاس غلامی کا مزا
میں نے مانا میں سکینہؑ کا چچا ہوں مولاؑ
باپ بیٹی کی غلامی کا یہ منصب ہے بڑا
میں نے لکھ لکھ کے یہی لفظ سدا چوما ہے
آپؑ مخدوم، سکینہؑ میری مخدومہ ہے

152

خدمتِ دخترِ لولاک شرف ہے میرا
قلبِ معصومہِ سرکارؑ نجف ہے میرا
علقمہ آج سے تا حشر حدف ہے میرا
گوہرِ مشک ہوں مشکیزہ صدف ہے میرا
فاتحِ وادیِ سینا ہوں سکینہؑ کی قسم
قاریِ چشمِ سکینہؑ ہوں سکینہؑ کی قسم

مجھ سے پوچھو میں بتاؤنگا سکینہؑ کیا ہے
جو دعاؤں کو اثر دے وہ سلیقہ کیا ہے
مکتبِ عشق میں تعظیم و طریقہ کیا ہے
مجھ سے کچھ چاہیے سُن لو وہ وسیلہ کیا ہے
حرف کیا چیز ہے الفاظ کے لشکر مانگو
واسطہ دے کے سکینہؑ کا سمندر مانگو

کمسنی میں بھی مصلے سے نہ رشتہ ٹوٹا
سر سے سرکی نہ کبھی تیز ہواؤں میں ردا
انگلیاں پڑھتی تھیں تسبیحِ جنابِ زہراؑ
اِس کی نعلین پہ حوروں نے کیا ہے سجدا
بات کرتی رہی دانائی کی سچائی کی
اِس نے معصوم فرشتوں کی مسیحائی کی

152

جب زباں کھولی تو قرآن لِسانی بن کر
موجِ اِدراک تھی کوثر کی روانی بن کر
چشمِ عباسؑ میں زندہ رہی پانی بن کر
اِس نے رہنے نہ دیا صبر کہانی بن کر
کمسنی میں بھی رہے سارے کمالِ زینبؑ
وارثِ نہجِ بلاغہ ہے مثالِ زینبؑ

معنیِ عز و شرف شرحِ کمالات ہے یہ
نکتہِ حرفِ وفا آیتِ سادات ہے یہ
وارثِ نہجِ بلاغہ کی مناجات ہے یہ
چھوٹی زہراؑ ہے لقب اِس کا بڑی بات ہے یہ
اِس سِن و سال میں کیا رتبہِ عالی پایا
اِس کے قدموں پہ ستاروں کو سوالی پایا

تُزکِ انوارِ وفا اِس کی محبت کی اسیر
یہ سکینہؑ ہے سکینہؑ کی نہیں کوئی نظیر
کس کو جرات رخِ زہراؑ کی جو کھینچے تصویر
لغتِ حُسن ہے کشکول بکف در پہ فقیر
حرفِ پاکیزہ کی بنیاد ہے شجرا اِس کا
رحلِ تطہیر پہ قرآن ہے چہرا اِس کا

دین معصوموں کی میراث یہ معصومہ ہے
دین مخدومِ مذاہب ہے یہ مخدومہ ہے
دین اِس گھر سے الگ ملتِ مرحومہ ہے
دین داروں کے لئے آیتِ قیومہ ہے
دیں کی خاطر ہے ملی آبلہ پائی اِس کو
جب تلک دیں نہ بچا نیند نہ آئی اِس کو

کن مصائب میں گھری نازوں کی پالی بچی
قطرہِ آب کو ترسی ہے سوالی بچی
مشک دریا سے اٹھانے گئی خالی بچی
خاک میں ڈھونڈتی تھی کانوں کی بالی بچی
صبرِ زہراؑ کا نمونہ تھی ستم گاروں میں
خوں طمانچوں سے جما جاتا تھا رخساروں میں

میں ہوں ریحانؔ میرا دین عزاداری ہے
کربلا والوں سے وابستہ جو غمخواری ہے
جانبِ کرب و بلا اب بھی سفر جاری ہے
شب کی مجلس کے لئے صبح سے تیاری ہے
پرسہ داری کا نیا ڈھنگ و قرینہ لکھا
میں نے قرطاس پہ اشکوں سے سکینہؑ لکھا